بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظرات

ماہِ صیام مبارک!

یہی وہ بابرکت مہینہ ہے جس میں خالق کائنات کا آخری صحیفۂ ہدایت نازل ہوا۔ شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن (رمضان کا مہینہ جس میں قرآن نازل کیا گیا) اس مہینے کی سب سے بڑی فضیلت یہی ہے کہ نزول قرآن کے لئے اللہ رب العزت نے اسے منتخب فرمایا۔ اس مہینے میں انسانیت کو وہ نسخۂ کیمیا عطا ہوا جو فلاح دارین کی ضمانت ہے اور جس کی بدولت انسان کو شرف و مزیت کا کمال حاصل ہوا۔ اس کا مقام اتنا بلند ہوا کہ مہ و پروین اس کے سفر کی گردِ راہ ہوگئے۔

یہ مہینہ مسلمانوں کی ایک اہم عبادت کے لئے خالق ارض و سما نے مخصوص کر دیا ہے حکم ہے کہ من شہد منکم الشہر فلیصمہ (تم میں سے جو موجود ہو چاہیئے کہ وہ مہینے کا روزہ رکھے)۔ مسلمانوں کے حق میں اس کے فضائل بے شمار ہیں۔ لیکن اگر ذرا غور و تامل کی نظر سے دیکھا جائے تو یہ مہینہ جملہ بنی نوع انسان بلکہ تمام مخلوقات ارضی و سماوی، جن و انس سب کے لئے باعثِ خیر و برکت ہے۔ آج دنیا میں نیکی، خیر اور بھلائی کا جتنا بھی اور جہاں کہیں بھی وجود ہے، بلا واسطہ یا بالواسطہ اسی مہینے کا فیضان ہے۔ قرآن نہ آتا تو آج دنیا جہالت کی تاریکیوں میں اسی طرح ڈوبی ہوتی جس طرح ظہورِ اسلام سے پہلے تھی۔ یہ قرآن ہی کا نورِ ہدایت ہے جس سے اقصائے عالم میں علم و حکمت کی قندیلیں روشن ہیں۔

یہی وہ مہینہ ہے جس میں سے ایک رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر وما ادراک ما لیلۃ القدر لیلۃ القدر خیر من الف شہر (بے شک ہم نے اسے (قرآن کو) نازل کیا قدر کی رات میں۔ تمہیں معلوم ہے قدر کی رات کیا ہے۔ قدر کی رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے) اس رات میں فرشتے اور جبرئیل امین اللہ کی برکتیں اور رحمتیں لے کر اُترتے ہیں۔ تنزل الملائکۃ والروح فیہا باذن ربہم (اس رات میں ملائکہ اور روح الامین اپنے پروردگار کے اذن سے نازل ہوتے ہیں) یہ رات مجسم سلام اور سراپا رحمت ہے۔ سلام ھی حتی مطلع الفجر (یہ رات سلامتی ہے طلوع فجر تک) خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اس مہینے کو پاتے ہیں اور اس کی برکتوں سے کماحقہ' فیضیاب ہوتے ہیں۔

رمضان کے روزے مسلمانوں پر فرض عین ہیں۔ اس کی فرضیت نص قطعی سے ثابت ہے۔ یا ایہا الذین آمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم۔ بلا عذر شرعی اس کا ترک کرنا کھلی ہوئی معصیت ہے۔ اور بعذر شرعی ترک کی صورت میں اس کی قضا واجب ہے۔ فمن کان منکم مریضاً او علی سفر فعدۃ من ایام اخر۔ پس جو تم میں سے بیمار ہو یا سفر پر ہو تو دوسرے دنوں میں تعداد پوری کرلے)۔ روزے کی تعریف، روزے کی تاریخ، روزے کی شرعی حیثیت، روزے کے احکام و مسائل، روزے کے دینی و دنیوی یا جسمانی و روحانی فوائد، روزہ رکھنے یا نہ رکھنے پر ثواب و عذاب، یہ اور اس قسم کے دوسرے بہت سے پہلو ہیں جن کے متعلق علماء کرام کی تحریروں اور واعظین عظام کی تقریروں سے بہت کچھ معلومات حاصل ہو جاتی ہیں۔ اور اس قبیل کی تھوڑی بہت معلومات تقریباً ہر مسلمان کو حاصل ہیں لیکن پھر بھی ضرورت ہوتی ہے کہ ان کا ذکر بار بار کیا جائے کہ انسان غفلت کا شکار ہے اور ہدایات ربانی کو بار بار یاد کرنے اور یاد دلانے کی ضرورت ہمیشہ باقی رہتی ہے۔

دیگر مذہبی فرائض اور ارکانِ دین کی طرح روزے کی پابندی بھی مسلمان معاشرے سے روز بروز کم ہوتی جارہی ہے۔ روزے کے دنوں میں لوگ کھلے بندوں کھانے پینے میں بھی جھجک محسوس نہیں کرتے۔ ہوٹلوں، ریستورانوں، قہوہ خانوں اور طعام گاہوں

میں روزے کی بے حرمتی کو احترام رمضان کا نام دیا جاتا ہے۔ یہ صورتحال انتہائی مضحکہ خیز ہے۔ لوگ بندوں سے ڈرتے ہیں اور خدا سے نہیں ڈرتے۔ یخشون الناس کخشیۃ اللہ او اشد خشیہ (وہ لوگوں سے ڈرتے ہیں، اللہ سے ڈرنے کی طرح یا اس سے بھی زیادہ سخت) حالانکہ اللہ زیادہ سزاوار ہے کہ اس کے خوف کو قلب کی گہرائیوں میں جاگزیں رکھا جائے۔

خدا کا خوف تو دلوں میں باقی نہیں رہا۔ اجتماعی احتساب کی گرفت پہلے ہی ڈھیلی پڑ چکی ہے۔ ارشاد و تبلیغ کے ادارے اپنی فعالیت کھو چکے ہیں۔ حکومت کی مشینری بھی حرکت میں نہیں آتی۔ پھر اصلاح ہو تو کیونکر ہو؟

دینِ حنیف کی جملہ عبادات کی غرض و غایت ان کی ظاہری صورتیں ہی نہیں بلکہ کچھ اور بھی ہے۔ دینی اعمال کی ظاہری صورتیں جسم ہیں، ان کی روح وہ یقینِ قلبی اور وہ جذبہ ہے جسے قرآن کی اصطلاح میں لفظِ تقویٰ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ یہی تقویٰ دین کے اعمالِ ظاہری کی غرض و غایت ہے جو اسلام میں تقرب کا ذریعہ اور بزرگی کا معیار ہے۔ قربانی ایک دینی فریضہ ہے جس کا ظاہر اللہ کی راہ میں جانور کا ذبح کرنا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو قربانی کے گوشت یا خون سے غرض نہیں بلکہ اصل مطلوب وہ تقویٰ ہے جس کے بغیر قربانی اور عام ذبیحہ میں کوئی فرق نہیں رہ جاتا۔ شارعِ حقیقی اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ لن ینال اللہ لحومھا ولا دمائھا ولکن ینالہ التقویٰ منکم (اللہ کو نہ اس (قربانی) کا گوشت پہنچے گا نہ اس کا خون، بلکہ تقویٰ ہے جو اسے تمہاری طرف سے پہنچے گا)۔ ٹھیک اسی طرح روزے کی نسبت فرمایا کہ اس کی غرض و غایت بھی تقویٰ ہے۔

یا ایھا الذین آمنوا .... لعلکم تتقون ۔ (اے وہ لوگ جو ایمان لائے تم پر روزہ فرض کیا گیا جس طرح فرض کیا گیا تھا تم سے پہلے لوگوں پر تاکہ تم صاحبِ تقویٰ ہو جاؤ۔)

معلوم ہوا کہ جس طرح جسم بغیر روح کے بیکار ہے دینی عبادات اور مذہبی اعمال بھی بے اثر ہیں اگر وہ تقویٰ سے خالی ہوں۔ اگر کوئی دینی عمل اپنے عامل کے اندر مطلوبہ نتیجہ پیدا نہ کر سکے تو سمجھنا چاہیئے کہ عمل میں کوئی کمی یا کوتاہی رہ گئی۔ اور اس کمی کو دور کرنے کی فکر ضروری ہے۔

اس میں شبہ نہیں کہ بعض حالات میں دینی اعمال سے مطلوبہ نتائج برآمد نہیں ہوتے۔ ہم موجودہ مسلمانوں میں پائی جانے والی دینداری بسا اوقات متضاد صفات کی حامل نظر آتی ہے۔ اس صورت حال کو دیکھ کر بعض لوگ نکتہ چینی یا رائے زنی پر آتے ہیں تو طرزِ گفتگو ایسا اختیار کرتے ہیں جس سے ارکانِ اسلام کی تخفیف ہوتی ہے بلکہ اس دوئی اور تضاد کی آڑ میں وہ خود دین کو نشانہ بنانے سے نہیں چوکتے۔ مثلاً اگر کسی مسلمان کو نماز روزے کی تلقین کریں تو وہ خاموش رہنے یا شرمسار ہونے کی بجائے بحث و تکرار پر اُتر آئے گا اور کچھ لوگوں کی ظاہری دینداری کی مثال دے کر اپنی بے عملی اور ارکانِ دین کی عدم پابندی پر دلیل جواز پیش کرے گا۔ وہ فوراً کہے گا ایسی نماز سے کیا فائدہ جس کے ساتھ برائیاں بھی شامل ہوں۔ یہ رجحان غلط اور یہ اندازِ فکر غیر صحیح ہے۔ مریض کو اگر علاج سے فائدہ نہ ہو تو وہ علاج کی ضرورت و اہمیت کا منکر نہیں ہو جاتا۔ اگر کوئی شخص روزہ رکھ کر بھی تقویٰ سے عاری رہتا ہے تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ روزے میں افزائشِ تقویٰ کی صلاحیت نہیں اور روزہ رکھنا غیر ضروری ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کی تربیت کے لئے جو وظائف مقرر کر دیئے ہیں، وہ اپنی جگہ پورے ہیں۔ کمی ہو سکتی ہے تو ہمارے یقین و عمل میں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں صدقِ نیت اور اخلاصِ عمل کے ساتھ اپنے دین پر چلنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین!